بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-07: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:35-36)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝35﴾ (النساء:35)

پچھلی آیت میں جب اللہ تعالی نے مرد کی قوامت کا ذکر کیا ہے اور بیوی کے نُشُوز کا ذکر کیا ہے کہ جب بیوی ناشز ہو جائے اور ناشز بیوی اُسے کہتے ہیں جو بیوی خاوند کے جو حقوق ہیں اُن حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے جان بوجھ کر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اس اعتبار سے بغاوت کر لے تو اسے باغی بیوی بھی کہتے ہیں ناشز بیوی بھی کہتے ہیں اور اس کا حکم پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

(۱) کہ اس کو سب سے پہلے: ﴿فَعِظُوْھُنَّ﴾ (النساء:34): اس کو نصیحت کرو، سمجھاؤ اللہ تعالی سے ڈراؤ۔

(۲) اگر نصیحت کام نہ آئے پھر بستر میں الگ الگ سو جاؤ، بستر میں الہجر کرنا ہے: "الهجر في المضجع": ایک ہی کمرہ ہو گا وہی بستر جس میں سوتے ہیں اسی بیڈ پر ہوں گے لیکن اپنا چہرہ دوسری طرف خاوند کر لے گا یہ بتانے کے لیے کہ میں تم سے ناراض ہوں اسے ہجر کہتے ہیں، اگر یہ بھی کام نہ آئے:

(۳) ﴿وَاضْرِبُوْھُنَّ﴾ (النساء:34): پھر اُنہیں مارنا ہے "ضربًا غير مبرح": اس طریقے سے مارو کہ نشان نہ پڑے صرف اس سے مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ میں تم سے شدید ناراض ہوں اب کیونکہ تم نے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے اپنے ربّ کو ناراض کیا ہوا ہے اس لیے تمہیں میں یہ مار رہا ہوں (یہ مار بھی شریعت کے مطابق ہونی چاہیے جیسے پچھلے درس میں گزر چکا ہے)۔

اگر یہ بھی کام نہ آئے اور جھگڑا مزید بڑھ جائے یہاں تک کہ شقاق کی حد تک پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا اندیشہ ہو جائے تو اصل مسئلہ یہ یاد رکھیں میاں بیوی کے بیچ میں تب تک خیر موجود ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے، جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس رشتے کی وجہ سے ہو جاتی ہے، ایک تو دنیا کے تعلق سے کوئی مسئلے ہوتے ہیں وہ الگ ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے اور ناشز بیوی نافرمانی پر اُتر آتی ہے اس لیے یہ طریقہ ہے کہ جب یہ نافرمانی بڑھ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اور شقاق کی حد تک جھگڑے بڑھ جاتے ہیں تدابر اور منہ موڑنا ہونا شروع ہو جاتا ہے پھر ایک دوسرے کی غیبت، چغل خوری، مارنا، پیٹنا زیادہ مسئلے ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور ضبط جو ہے وہ حد سے گزرنے کا اندیشہ ہوتا ہے

کہ زیادہ مار ایسی ہوگی جو شریعت کے مطابق نہ ہو تو اس سے بچنے کے لیے جب شقاق ہو جائے تو اس کا حل کیا ہے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے ،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا﴾: اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ میاں بیوی کے بیچ میں شقاق پیدا ہو جائے۔

"شقاق" شدید مخالفت اور جھگڑے کو کہتے ہیں تو جب یہ جھگڑا بڑھ جائے: ﴿وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ﴾ (النساء:115) آیت میں جیسے آگے بھی آئے گا سورۃالنساء میں ہم پڑھیں گے تو مشاقت میں شدید اختلاف اور جھگڑا پیدا کر دے اور تفرقے کا باعث بن جائے: ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا﴾: تو اس کا حل کیا ہے؟

﴿فَابۡعَثُوۡا﴾: تو مقرر کر دو اور بھیج دو اُن کی طرف۔

﴿حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ﴾: خاوند کی طرف سے ایک منصف (فیصلہ کرنے والا شخص)۔

﴿وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا﴾: اور بیوی کی طرف سے ایک منصف (ایک فیصلہ کرنے والا شخص)۔

اور یہ منصف تب ہوتے ہیں جب ان کو سمجھ ہوتی ہے کہ معاملات کو کیسے درست کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ڈر سب سے پہلے ہے متقی ہیں پرہیزگار ہیں اپنا ذاتی کوئی مفاد نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اس مسئلے کا حل چاہتے ہیں: ﴿حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا﴾۔

﴿اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّـقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا﴾: اگر یہ دونوں اصلاح چاہتے ہیں جو منصف ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں کے بیچ میں توفیق پیدا کر دے گا اور ان شاءاللہ اُن کا جھگڑا بھی ختم ہو جائے گا۔

لفظ اصلاح اور صلاح میں کیا فرق ہے بعض لوگ کیونکہ غلط ترجمہ کرتے ہیں "جب وہ صلح چاہتے ہیں": صلح صحیح ترجمہ نہیں ہے۔

"اصلاح اور صلاح": صلاح بھی صلح ہے اصلاح میں کیا ہے؟ اصلاح میں جو راستہ درست ہے اُن کی ازدواجی زندگی کے لیے چاہے مفارقت بھی ہو جائے چاہے واپس اُن کی صلح بھی ہو جائے اور رشتہ بھی قائم ہو جائے؛ بعض اوقات یہ جو منصف ہوتے ہیں دیکھتے ہیں کہ حل نہیں ہے سوائے طلاق کے اور یہی فیصلہ کرتے ہیں تو فیصلہ مان لینا چاہیے۔

موافقت اچھی بات ہے صلح اچھی بات ہے لیکن ان کے بیچ میں بیٹھ کر یہ دیکھا گیا ہے کہ جھگڑے مزید بڑھتے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بڑھتی جا رہی ہے بچوں پر اثر ہو رہا ہے لعن طعن ہو رہی ہے اور بہت شدید یعنی معاملات بڑھتے بڑھتے ربّ تک جا کر پہنچتے ہیں تقدیر پر یعنی کلام جا رہا ہے، بہت سخت ایسے الفاظ آ رہے ہیں اگر رشتہ باقی رہے گا تو (نعوذ باللہ) نافرمانی سے کفر بھی ہو سکتا ہے تو تب بھی کیا صلح ہونی چاہیے؟!

تو اس لیے "الموافقة، یا المفارقة": اصلاح میں مفارقۃ موافقۃ دونوں ہوتے ہیں اور صلاح میں ایک چیز ہوتی ہے صرف صلح ہوتی ہے۔

صلح اچھی چیز ہے میں پھر کہہ رہا ہوں مقصد بھی اُن دونوں کا صلح کرنا ہی ہے لیکن اگر صلح ممکن نہ ہو اُن کے نزدیک کیونکہ منصف ہیں انہوں نے انصاف سے کام لینا ہے تو اگر صلح نہیں ہو سکتی اور اُن لوگوں کے لیے نقصان دہ ہے تو پھر منصف رہیں گے اگر وہ فیصلہ کریں گے کہ اُن کی صلح کرا دیں؟! نہیں! تو پھر ظلم ہوگا کہ نہیں؟!

اصل بات اس رشتے کو قائم کرنے کی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے ہمیشہ یادرکھیں جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بڑھتی جاتی ہے، ایک تو چھوٹی سی کبھی ہوگئی کیونکہ بیوی کا نُشُوز بھی تو نافرمانی ہے اللہ تعالیٰ کی ناتو اس لیے ترتیب سے بتایا ہے، ہر نافرمانی سے رشتہ ختم نہیں ہوتا لیکن جب یہ بات شقاق تک پہنچ جائے نافرمانی مزید بڑھ جائے اور جھگڑے انتہا کی حد تک پہنچ جائیں کیا صلح پھر بھی اس کا دامن نہ چھوڑیں، اگر اس صلح کے بعد بھی یہ منصف دیکھے کہ مزید جھگڑے بڑھ جائیں گے تو پھر مفارقت بھی ایک حل ہے جدائی بھی ایک حل ہے جو یہ منصف مدّنظر رکھ کر جاتے ہیں۔

بہتر ہے صلاح اور اصلاح: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء:128): جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا﴾: یہ منصف مراد ہے کیونکہ یہ صلح کرنے کے لیے گئے ہیں۔

﴿يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾: میں سب مراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو توفیق دے گا جو منصف ہیں اُن کو بھی اور میاں بیوی کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے گا کہ اصلاح کا دامن جو ہے اور صلاح کا دامن زیادہ بہتر ہے اور توفیق زیادہ بہتر ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝٣٥﴾: بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بہت بڑا باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ منصف کیا کر رہے ہیں اور خوب جانتا ہے کہ میاں بیوی کیا کر رہے ہیں کیا چاہتے ہیں اور کیا اُن کے لیے بہتر ہے، اور جو چھپایا جارہا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بھی خوب باخبر ہے کہ دل میں کیا چل رہا ہے۔

دیکھیں "سَمِيعٌ عَلِيم" اور "عَلِيمٌ خَبِير": بعض آیتوں کا اختتام "سَمِيعٌ بَصِير" سے ہوتا ہے، بعض میں "سَمِيعٌ عَلِيم" سے ہوتا ہے، اور اب آیت کا اختتام ہے "عَلِيمٌ خَبِير" یہ ہے نا، اب آیت کا سیاق اور سباق دیکھیں آپ:

"سَمِيعٌ بَصِير": اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے جو کہتے ہو خوب دیکھتا ہے جو کرتے ہو، تو آیت میں کرنے کے عمل کا کوئی ذکر ہو رہا ہے۔

اگر عمل کا ذکر نہیں ہے سینے میں چھپانے کی کوئی بات آگئی ہے تو "سَمِيعٌ عَلِيم": خوب سنتا ہے جو کہتے ہو خوب جانتا ہے جو تمہارے سینے میں ہے۔

اب اس سے بڑھ کر کیونکہ بات صلح کی آرہی ہے اب دیکھیں یہ ایک نازک موڑ ہے جدائی بھی ہو سکتی ہے صلح کرنا مقصود ہے، اگر یہ منصف کچھ چھپا رہے ہیں یا میاں بیوی نہیں چاہتے کچھ اور چھپا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے یادرکھیں باریک بینی بھی جانتا ہے۔

تو تمام چیزیں دیکھیں آپ: (۱) دیکھنا (۲) سننا (۳) سینے میں چھپانا، اور اس سے بھی زیادہ (۴) جو دل میں چھپایا جارہا تھا وہ بھی جانتا ہے (سبحان اللہ)۔

تو اس سے کیا فائدہ ہوا صلح کرنی چاہیے کہ نہیں؟ تو صلح کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے کیونکہ پتہ ہے کیا ہے کہ اگر جدائی بھی حل ہو تو اچھی بات ہے لیکن معاشرے میں کیا اثر ہوتا ہے؟

تواس معاشرے کو بچانے کے لیے اس ایک گھرانے کے جھگڑے کی وجہ سے تاکہ اس پر بُرا امپیکٹ (Impact) نہ ہو بُرا اثر نہ ہو بچوں کا میاں بیوی کا اس طلاق کے بعد جدائی کے بعد تو اس سے بہتر یہی ہے کہ صلح کی جائے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو نصب العین بنا کر یہ معاملات طے کیے جائیں۔

اگر ممکن نہ ہو اور فیصلہ یہی ہے کہ جدا ہی ہونا ہے تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے خوب باخبر ہے تو دونوں منصفوں کو اور میاں بیوی کو سب کو جو ہے نا اس کو دیکھنا چاہیے تو اس میں فیملی (Family) بھی شامل ہے؛ اب ماں باپ کس کو متعین کرتے ہیں منصف کے لیے؟ وہ جو سب سے بُرا ہے نا اس کو بھیجتے ہیں تاکہ رشتہ ختم کر کے آئے!

"عَلِيمٌ خَبِيرٌ" ہے یاد رکھیں!

بعض مائیں جو ہوتی ہیں نا کہتی ہیں کہ چھوڑ و اس کو تمہاری میں اور شادی کر دوں گی، تو بیٹی کو اکساتی ہیں؛ اللہ تعالیٰ "عَلِيمٌ خَبِيرٌ" ہے گھر کسی کا توڑنے کا مت سوچیں آپ!

ظاہراً تو کہتی ہیں کہ میری بیٹی اُجڑ گئی اور باطناً کچھ چھپاتی ہیں، اللہ تعالیٰ "عَلِيمٌ خَبِيرٌ" ہے یاد رکھیں! جو بھی اس گھر کے توڑنے میں سبب بنا ہے اس کی خیر نہیں ہے یاد رکھیں!

تو دیکھیں کتنی باریک بینی سے ہے اصل مقصد گھر کو جوڑنا ہے میاں بیوی میں صلح کرنی ہے، نہیں ممکن تو اُن کا حال ہے وہ جانیں میاں بیوی لیکن باہر کے لوگ جو منصف ہیں اُن کے والدین ہیں گھرانے والے ہیں رشتے دار ہیں دوست و احباب ہیں یہ توڑنے کی بات نہ کریں یاد رکھیں جدائی کی بات نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔

جب یہ معاملات ہم نے جان لیے کہ کتنے فرائض ہیں میاں بیوی کے اوپر ٹھیک ہے نا خاوند کے فرائض ہیں یہ کرنا ہے اور بہترین طریقے سے رہن سہن رکھنا ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء:19) فعل اُمر ہے نا اتنے افعال اُمر گزر چکے ہیں اب دیکھیں مزید افعال اُمر یہ بہت اہم باتیں ہیں میاں بیوی کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے کہ تمہیں ان پر لازمی عمل کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء:36)

اب یہ معاملات کی ہم بات کر رہے تھے تو عقیدے کے مسائل سب سے اہم ہیں کہ عقیدہ جو ہے اس کو درست کرنا ہو گا اور شرک سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہو گا کیونکہ یہ جو فرائض جن کی بات ہو رہی ہے معاملات میں سے یہ بھی فرائض ہیں میاں بیوی کے حقوق یا اُن کی حق تلفی جو گناہ ہوتے ہیں یہ بھی گناہ ہیں اِن سے بڑھ کر گناہ کیا ہے؟ اور اس سے بڑھ کر جو فرض ہے وہ کیا ہے؟

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ﴾: فعل اُمر ہے "اور تم سب ایک اللہ کی عبادت کرو" توحید عبادت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

﴿وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾: اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ (اور شرک سے منع کر دیا ہے)۔

توحید کی تین قسمیں ہیں:

1-"توحید ربوبیت": کہ اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ،مالک،تدبیر کرنے والا، نفع اور نقصان کا مالک، مشکل کشا حاجت روا کوئی نہیں ہے۔

2-اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے اسے کہتے ہیں "توحید عبادت یا توحید الوہیت" اور یہی وہ توحید ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے ہیں پیغمبر علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجا ہے مبعوث فرمایا ہے اپنی کتابیں نازل کی ہیں اسی توحید کی تحقیق کے لیے کیونکہ مشرکین عرب بھی جانتے تھے کہ اُن کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس خالق اور مالک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا عبادت میں غلط ہے وہ نہیں سمجھ پارہے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ عبادت بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ربّ تم لوگ مانتے ہو۔

3-اور تیسری قسم توحید کی ہے "توحید اسماء وصفات" کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اور کوئی مثل نہیں ہے اس پر ایمان رکھنا ہے۔

اور شرک جو ہے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرک اکبر (۲) اور شرک اصغر۔

شرک سے مراد ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ کو کسی مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابر کردینا لغت کے اعتبار سے۔

(۲) اور جو شرعی تعریف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے کوئی عبادت صرف کرنا۔

توحید عبادت میں جب کوئی غلطی ہوتی ہے تو شرك في العبادة قائم ہوجاتا ہے اور یہ خطرناک شرک ہے جو دور جاہلیت میں موجود تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تو مانتے تھے اور جو اُن کے معبود تھے جو اُن کے بُت تھے وہ یہ کہتے تھے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے سوائے اس کے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں) (الزمر:3)۔

تو اصل مقصود اللہ تعالیٰ تھا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن اُن کا جو راستہ تھا جو طریقہ تھا اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کا وہ غلط تھا اور شرک تھا (نعوذ باللہ) کفر تھا۔

یعنی اس عقیدے سے اگر کوئی کلمہ پڑھ لیتا ہے تو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اُس نے کلمے کا حق ادا کیا ہی نہیں ہے جو شرطیں ہیں کلمے کی اُس نے اُن پر عمل کیا ہی نہیں ہے نہ اُس نے سمجھا ہے تو اسے شرک اکبر کہتے ہیں، شرك في العبادة شرک اکبر ہے: ﴿وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾: کوئی بھی شرک نہیں کرنا۔

دوسری قسم کا شرک ہے "شرک اصغر": یہ ہر وہ شرک ہے جسے شریعت میں شرک کا لفظ دیا گیا ہے اور شرک اکبر کی طرف ایک ذریعہ یا وجہ بنتا ہے:

(۱) جیسا کہ تعویذ لٹکانا: ''مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ'' (جس نے تعویذ لٹکایا اُس نے شرک کیا ہے): اب لفظ شرک کا ہے کیا دائرۂ اسلام سے خارج ہے؟ نہیں! یہ کبیرہ گناہ ہے اسے شرک کہا گیا ہے۔

(۲) اب ریاکاری کیا ہے؟ "الرياء" شرک ہے؛ اب ریاکاری کہ کوئی شخص نماز پڑھتا ہے کوئی عبادت کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کے لیے تو یہ بھی شرک ہے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک فرمایا ہے لیکن کیا یہ بھی شرک اکبر ہے؟ یہ شرک اکبر نہیں ہے۔

(۳) اسی طریقے سے کوئی شخص یہ کہتا ہے: ''مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ'' (جو آپ چاہیں اور اللہ تعالیٰ چاہے (یہ بھی شرک ہے)) ''أجعلتَني للهِ نِدًّا؟'' (کیا اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا مجھے تم نے؟) ''قُلْ: مَا شَاءَ اللهُ وَحْدَهُ'' (یہ کہو کہ جو ایک اللہ تعالیٰ چاہے)۔

یعنی یہ بھی کہہ سکتے ہو: ''قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ'' (کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر جو کوئی اور چاہے)۔

تو یہ تمام چیزیں جو ہیں شریعت میں جو لفظ ہے شرک کا آیا ہے لیکن کون سا شرک ہے؟ شرک اصغر ہے۔

تو شرک کی دو قسمیں ہیں "شرک اکبر بھی ہے اور شرک اصغر بھی ہے"۔

اور دوسرے اعتبار سے شرک کی تقسیم جو ہے وہ ربوبیت میں بھی ہوتی ہے الوہیت میں بھی اور توحید اسماء وصفات میں بھی ہوتی ہے تو مختلف اعتبارات سے شرک کی تقسیم ہوتی ہے۔

سب سے خطرناک اور خوفناک شرک کون سا ہے؟ ربوبیت میں شرک۔

کیوں؟ کیونکہ یہ مشرکین عرب بھی نہیں کرتے تھے یہ نہیں کہتے تھے کہ ہبل لات عزیٰ مشکل کشا حاجت روا ہیں وہ جانتے تھے کہ مشکل کشائی حاجت روائی یہ صفات ربوبیت میں سے ہیں، وہ یہ نہیں کہتے تھے جیسا کہ دور حاضر بعض لوگ کہتے ہیں کہ علی مشکل کشا ہے!

یعنی آپ اکثر سنیں گے یہ جملہ جو ہے کہتے ہیں کہ علی مشکل کشا تو کیا مطلب ہے اس کا؟ یعنی ربوبیت کی جو یہ صفات ہیں سیدنا علی کو دے دی ہیں! (نعوذ باللہ)۔

جو علوبین تھے سیدنا علی کے زمانے میں انہوں نے کہا سیدنا علی سے: "أنت، أنت" (تم کیا کہہ رہے ہو میں کون ہوں؟) کہتے ہیں: "أنت الله" نعوذ باللہ: تو زندہ جلا دیا ان کو کہتے ہیں "العلويين" معروف ہیں؛ یہ ایک گروہ تھا جو بہت غلو کرتا تھا سیدنا علی کی محبت میں یہاں تک کہ سیدنا علی کو ربّ کا درجہ دے دیا (نعوذ باللہ)۔

توشرك في الربوبية جو ہے سب سے خطرناک اور بدترین شرک ہے!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾۔

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾: اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنی ہے (تیسرا حکم اس آیت میں)۔

(۱) پہلا ہے توحید عبادت کا۔

(۲) دوسرا ہے شرک سے منع کرنا، تمام قسم کے جو شرک ہیں اُن سے منع کرنا ہے کیونکہ "النكرة في سياق النهي"۔

کوئی شخص کہے نا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ شرک اکبر اور اصغر دونوں شامل ہیں کیا جواب ہے؟ کہ اس میں جو صیغہ ہے صیغ العموم ہے: ﴿لَا﴾ ناھیۃ ہے ﴿لَا تُشْرِكُوا﴾: نہی ہے منع کرنا ہے، ﴿شَيْـًٔا﴾: نکرۃ ہے؛ جب یہ صیغہ بن جائے "النكرة في سياق النهي" تو اسے کہتے ہیں صیغ العموم یعنی تمام قسم کے شرک اس میں شامل ہیں: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا﴾: یہ دو حکم آگئے۔

(۳) تیسرا: ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنی ہے۔

والدین کا حق اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد بہت عظیم حق ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کا حق ہے (۲) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے (۳) اور پھر مخلوقات میں سے لوگوں میں سے سب سے عظیم حق جو ہے وہ والدین کا حق ہے۔

جہاں پر والدین کا ذکر ہے وہاں پر ﴿اِحْسَانًا﴾ کا ذکر بھی دیکھیں آپ: ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾: جوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔

احسان پر فیکشن (Perfection) ہے ایکسیلینسی (Excellency) آپ کیا کرتے ہیں ترجمہ احسان کا انگلش میں؟ کیا کہتے ہیں آپ ایکسیلنٹ (Excellent) کہتے ہیں نا؟

یعنی جو بھلائی اور بہتری کا سب سے بلند ترین درجہ ہے اُسے کیا نام آپ دیتے ہیں اپنی زبان میں جو بھی دیکھیں آپ عربی میں احسان کہتے ہیں؛ انگلش میں اردو میں ملیالم میں کسی زبان میں بھی بنگالی میں کیا لفظ آپ دیتے ہیں بھلائی کے سب سے بلند اور انتہا درجے کو وہ کس کے لیے ہے؟ ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾: جب آپ کہتے ہیں کہ سب سے بلند درجہ بھلائی کا ہے، معاملات طے کرنے کے لیے جو سب سے بلند ترین اور بہترین درجہ ہے اُس سے کم نہیں معروف نہیں فرمایا معروف فرق ہے عرف معروف بھلائی ہے احسان اُن سے بڑھ کر سب سے بڑھ کر ہے۔

والدین کے ساتھ بات کرنے میں بیٹھنے میں اُٹھنے میں رہنے میں کیا کرنا ہے؟ احسان۔

بیوی کے ساتھ کیا تھا؟ ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾۔

بڑا درجہ احسان کا ہے یا معروف کا ہے؟ احسان کا ہے۔

بیوی کا زیادہ بڑا حق ہے یا والدین کا ہے؟ والدین (بیویاں ناراض ہو جاتی ہیں کہتی ہیں آپ کہتے ہیں کہ والدین کا حق ہے؛ تو آپ کے بھی والدین ہیں نا اُن کا حق زیادہ ہے)۔

شادی کے بعد بیوی جو ہے خاوند کا حق اُن سے بڑھ جاتا ہے لیکن والدین کے حقوق ختم نہیں ہوتے یاد رکھیں، جو خاوند ہے جو مرد ہے اس پر زیادہ ذمہ داری ہے والدین کے حقوق کی: ﴿اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا﴾ (الاسراء:23): جب تمہارے ماں باپ تمہارے پاس اے مرد! اے بیٹے! ہوں اور عمر رسیدہ ہو جائیں بڑھاپے کی حالت میں کبر کی حالت میں آپ کے پاس ہوں۔

"عِنْدَكِ أنتِ" نہیں، ﴿عِنْدَكَ﴾ أنتَ؛ کیا فرق ہے أنتَ اور أنتِ میں ضمائر ہیں؟

(۱) "أنتَ" مذکر کے لیے ہے۔

(۲)"أنتِ"مؤنث کے لیے ہے۔

کس کا حق ہے والدین کی پرورش کرنا دیکھ بھال کرنا اور اُن کے ساتھ جو رہن سہن ہے رکھنا کس کا حق ہے بیٹی کا یا بیٹے کا؟ بیٹے کا۔ بیٹی کا کیوں نہیں ہے وہ بھی تو بیٹی ہے نا اُس کے والدین ہیں کہ نہیں؟ کیونکہ بیٹی کو اللہ تعالیٰ نے اور ذمہ داری دی ہے کس کی؟ شوہر کی (سبحان اللہ)۔

اب مرد دیکھیں مرد کون ہوتا ہے:

(۱) بیٹے نے والدین کو بھی سنبھالنا ہے اور بیوی کو بھی سنبھالنا ہے اپنے بچوں کو بھی سنبھالنا ہے کتنی بڑی ذمہ داری ہے!

(۲) بیوی کی کیا ذمہ داری ہے؟ خاوند ہے اور بچے ہیں، والدین کو بیٹے سنبھالیں گے۔

(۳) اگر کوئی نہیں ہے پھر بیٹی کا حق بنتا ہے، ﴿عِندَكَ﴾ نہیں ہے اور بیٹی ہے، وہ کر سکتی ہے۔

جب کوئی واجبات اور فرائض ہو جائیں تو اس میں کیا حکم ہے؟ ﴿فَاتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾: (التغابن:16): استطاعت کے مطابق۔

احسان: "اُف" کم سے کم درجہ ہے والدین کے ساتھ ناگواری ظاہر کرنے کا۔

کسی کے ساتھ بھی ناگواری ظاہر کرنے کا کم سے کم درجہ کیا ہے؟

(۱) آپ کسی دوست کے ساتھ بیٹھے ہیں کوئی بات کرتے ہیں اچھی نہیں لگی ایک "افوہ" ایک اُف یوں نکل جاتا ہے یہ زبان سے یا اپنے منہ سے اُف ہے۔

(۲) ایک اُف کہتے نہیں ہیں لیکن اُف "فوہ" یہ آپ کے منہ سے پھونک اُف کی نکل آتی ہے۔

(۳) یا دوست یہاں بیٹھے ہیں غصے میں بات کر رہے ہیں یوں کر لیا آپ نے تو یہ بھی اس میں شامل ہے، ابھی بات نہیں کی یہ سب اُف میں شامل ہے۔

(۴) پھر آپ نے تھوڑا چڑ کر کہ کیا بات کر رہے ہو (میں دوست کی بات کر رہا ہوں) کیا بار بار ایسی باتیں کرتے ہو تم نے تنگ کیا ہوا ہے چھوڑو اس بات کو تو یہ کیا ہو گیا؟ جھڑکنا، آپ جھڑک رہے ہیں نا اُسے!

(۵) آپ اُٹھ کر جھگڑے کے لیے یا پھر مارنے کے لیے۔

ترتیب ہوتی ہے ناسب تو کہاں سے بات شروع ہوئی؟ اُف سے۔ کہاں پر ختم ہوئی؟ مارنے پر۔

والد آپ کا کہتا ہے کہ تمہارا جو دوست ہے اچھا ہے اسے تم نے اُف تک نہیں کہنا اب اُسے جا کر مارو گے لڑو گے؟ کیونکہ جب کم درجے سے روک دیا ہے تو بڑے تک پہنچ نہیں سکتے کبھی۔

جب حکم دینے والا کوئی بادشاہ ہو دنیا کا تو پھر وہ کتنا پاور فل (Powerful) ہوتا ہے؟ بندہ ڈر کر گزرتا بھی نہیں وہاں سے کہ بھئی اُف تک نہیں کہنا تو میں ادھر سے جانا ہی چھوڑ دیتا ہوں! ہو سکتا ہے اُف ہو جائے بادشاہ ناراض ہو جائے پھر سزا دے گا نا؟!

ربّ کائنات سبحانہ وتعالیٰ نے اُف سے منع کیا ہے والدین کو اُف تک نہیں کہنا، رہیں گے تمہارے ساتھ چھوڑ نہیں سکتے آپ یہ نہیں کہ میں اپنی جگہ جا کر رہوں گا کوئی اور جا کر سنبھالے گا، نہیں! رہیں گے یہ بیٹا تمہارے ساتھ، ادب سیکھو! تمہارے ساتھ رہیں گے تم پر فرض ہے لیکن اُف تک نہیں کہہ سکو گے تمہیں اس کی اجازت نہیں ہے۔ مشکل ہے؟ مشکل ہے!

بہت مشکل ہے میرے بھائی! عام بات کیا سمجھ رہے ہیں آپ؟!

یہ بہت مشکل ہے واللہ! بہت مشکل ہے! توفیق اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے جو اُف سے اپنے آپ کو روکنا چاہتا ہے اور اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔

دیکھیں جوانی میں تو مسئلہ نہیں ہے نا والد بھی سمجھدار ہے ماں بھی سمجھدار ہے، آئے ہیں نا ستّر سال کی عمر میں اسّی سال کی عمر میں، آپ کی عمر پچاس سال آدھے بوڑھے آپ بھی ہو چکے ہیں بلڈ پریشر کے مریض ہیں وہ آپ سے زیادہ مریض ہیں، وہ ایک چھوٹی بات کرتے ہیں آپ دس بات کرتے ہیں، میرے بھائی! آپ نے اُف تک نہیں کہنا وہ کہہ سکتے ہیں۔

وہ کیوں کہیں؟ وہ اُف بھی کہہ سکتے ہیں وہ آپ کو جھڑک بھی سکتے ہیں وہ آپ کو مار بھی سکتے ہیں، مارنا نہیں چاہیے والدین کا بڑھاپے میں ہاتھ اٹھانا کانپتا ہوا ہاتھ کیا لگے گا! وہ کانپتا ہوا ہاتھ یوں آپ کو لگ گیا غصے کا مظاہرہ کیا؛ کتنا بدبخت ہے وہ انسان جس کے والدین اُس پر ہاتھ اُٹھائیں بڑھاپے میں اگرچہ غلطی والدین کی ہے!

اچھا بڑھاپے کا ذکر کیوں ہے؟ کیونکہ بڑھاپے میں آپ نے والدین کو اُف تک نہیں کرنا، ایک ﴿الْكِبَرَ﴾ کا لفظ ہے پھر اُف سے منع بھی کیا ہے کیونکہ بڑھاپے میں اُن سے غلطی ہو گی پہلے آگاہ کر دیا ہے کہ غلطی ہو گی تم نے سنبھل کر رہنا ہے پہلے سے تمہیں انسٹرکشنز (Instructions) دی جا رہی ہیں کہ خبردار والدین بڑھاپے کو پہنچیں گے غصہ بھی کریں گے ناجائز غصہ ہو گا دیکھیں ظلم بھی کریں گے۔

ارے ظلم بھی کریں تب بھی سہہ لوں؟!

وہ جانیں اُن کا ربّ جانے حساب کون لے گا آپ نے لینا ہے؟!

دیکھیں آپ نے اپنا حساب اپنے ربّ کو دینا ہے اُن لوگوں نے اپنے ربّ کو دینا ہے ایسا کام کرو کہ وہ بھی اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں اور آپ بھی بچ جاؤ تو کیا کرنا ہے؟ میرے بھائی! صبر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے: ﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۝﴾ (المعارج:5): اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہیں جو اس میں مبتلا ہیں۔

بعض ساتھی کہتے ہیں کہ بہت مشکل ہے دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے بیوی کے جھگڑے، ماں کے جھگڑے، والد اور اس میں بیچ میں پڑ جاتا ہے اسّی سال کے ہو چکے ہیں روز جھگڑے ہیں!

آپ نے دعا میں ربّ سے مانگا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر عطا کرے صبر جمیل؟

مانگ کر دیکھو نا تہجد کی نماز میں سجدے میں دو آنسو بہا کر کہ اللہ تعالیٰ میں اس مسئلے میں پھنسا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے میں اُف تک نہیں کہنا چاہتا ہوں منہ سے نکل آتا ہے مجھے معاف فرما اور میری مغفرت فرما اور مجھے توفیق دے کہ میں ان کے ساتھ صحیح سلوک کر سکوں۔

﴿وَّ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا﴾: میرے بھائی! یہ جملہ صرف پڑھنے کے لیے نہیں ہے، واللہ! بہت سارے ایسے اس جملے میں دو لفظوں میں ایسے مسائل شامل ہیں آپ سوچ بھی نہیں سکتے! اور بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو ان دو لفظوں کو سمجھ نہیں پائے اب تک اور اللہ تعالیٰ کے شدید غصے کا سبب بنے ہوئے ہیں! (نعوذ باللہ)۔

بعض کہتے ہیں کہ توفیق نہیں ہوتی رزق کی تنگی ہے فلاں کی تنگی ہے اس کی تنگی ہے معاملات سیدھے ہوتے نہیں جو کام کرتا ہوں اُلٹ پڑ جاتا ہے!

آپ کی ماں ہے؟ ہاں! ماں ہے۔

باپ ہے؟ جی ہاں! وہ بھی ہے۔

کیسے ہیں؟ ٹھیک ہیں۔

نہیں! آپ اُن کے ساتھ کیسے ہیں؟ ٹھیک ہوں۔

آپ کیسے ٹھیک ہیں بھئی آپ اُف کہتے ہیں؟

وہ کیا ہوتا ہے؟

اُف کہتے ہو؟ ارے پتہ نہیں جھگڑا بھی کرتے ہیں بات لعن طعن تک پہنچ جاتی ہے!

پھر کہاں آپ کے معاملات سیدھے ہوں گے بتائیں ذرا؟! ناممکن ہے!

اور یہ تو تمہارے لیے خیر ہے کہ آپ کے معاملات سیدھے نہیں ہو رہے کیوں؟ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں چھوڑ دے اپنے حال پر تمہارے سارے معاملات سیدھے کر دے پھر جو بھی گناہ ہو رہا ہے ناوالدین کے ساتھ وہ کہاں پر جا رہا ہے؟ وہ نامۂ اعمال میں جا رہا ہے، دنیا کے معاملات یہاں پر حل ہو جائیں ناتو زیادہ بہتر ہے وہاں پر جائیں گے تو بہت زیادہ مصیبت آئے گی!

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور والدین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

﴿وَّ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا﴾: اور یہاں تک نہیں اور بھی ہے؛ دیکھیں مسلمان پر کتنے فرائض ہیں صرف میاں بیوی کے حقوق کی بات نہیں ہے بات کہاں تک پہنچ چکی ہے:

﴿وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى﴾: اور رشتے داروں کے ساتھ بھی آپ نے حسن سلوکی کرنی ہے صلہ رحمی کرنی ہے (رشتے کو جوڑ کر رکھنا ہے)۔

اور صلہ رحمی سے مراد بدلہ نہیں ہوتا، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صلح رحمی سے مراد بدلہ ہوتا ہے اچھا کریں گے وہ تو ہم بھی اچھا کریں گے نہیں کریں گے تو ہم بھی نہیں کریں گے اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔

او بھیا! کیا پتھر سے دیں گے؟!

والدین کے بعد احسان کا حق رکھتے ہیں آپ کے رشتے دار تو جو زیادہ جتنا قریب ہوتا ہے اس کا اتنا ہی زیادہ حق ہوتا ہے۔

والدین سے بات شروع ہوئی ہے والدین کے بعد کون زیادہ آپ کا قریبی رشتے دار ہے:

(۱) والدین کی اولاد آپ کے بہن اور بھائی (ایسا ہے نا)۔

(۲) پھر اُن کے بہن بھائی آپ کے جو چاچے اور پھوپھیاں ہیں۔

(۳) پھر جو ہے ناوالداُن کے اس طریقے سے یہ سارے جو رشتے دار ہیں۔

(۴) پھر اُن کی جو اولاد ہے ان کی اولاد ہے اُن کی اولاد جو ہے اس طریقے سے۔

صلہ رحمی کی ایک حدیث ہے بڑی پیاری حدیث ہے اس میں ہمیشہ کے لیے یاد رکھیں، دو حدیثیں ہیں:

1- صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا رشتے کو توڑنے والا: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ": یعنی قاطع الرحم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

2-اور دوسری حدیث، ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میرے رشتے دار ہیں میں رشتہ جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں میں قریب ہوتا ہوں مجھے دھتکار دیتے ہیں دور کر دیتے ہیں تو آپ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم جو کہہ رہے تمہارے ساتھ یہی کچھ ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص فرشتہ نازل ہوگا جو تمہاری حفاظت کرے گا (خاص فرشتہ مقرر ہے حفاظت کے لیے!) اور گویا کہ تم اُن کے منہ میں راکھ پھونک رہے ہو "فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ": کہ راکھ تم اُن کے منہ میں پھینک رہے ہو۔

تم رشتہ جوڑے رکھو وہ توڑتے ہیں تو ان کو گناہ ہوگا تم نے رشتہ جوڑنا ہے اس لیے بدلے کی بات رشتے میں نہیں ہے، صلہ رحمی میں ہمیشہ "صلہ" کا لفظ ہے صلہ میں بدلہ نہیں ہوتا صلہ میں احسان ہوتا ہے۔

لفظ کیا آیا ہے؟ "احسان": یعنی آپ کو زیادہ بہتر اور اچھا ہونا چاہیے۔

یہ رشتہ کب ٹوٹتا ہے؟ جس نے رشتہ جوڑنے کا حکم دیا ہے نا اُس کی نافرمانی ایسی ہو جاتی ہے کہ آپ پر بھی اس کا بُرا اثر شروع ہو جاتا ہے پھر رشتے کو توڑنے والا وہ ہے آپ نہیں ہیں؛ کوئی بدعتی کوئی شرک کرنے والا ہے آپ نے نصیحت کی ہے وہ نہیں سنتا بلکہ اس کا پرچار بھی کرتا ہے آپ کے گھر والے بیوی بچے جاتے ہیں اُن پر بھی اثر ہوتا ہے تعویذ لٹکے ہوئے ہیں، آپ تعویذ نہیں پہنتے اور بچے کے ہاتھ میں کبھی دھاگا باندھ دیا کبھی تعویذ کی بات کر دی اب یہ شخص یہ رشتے دار جو ہے اگرچہ آپ کا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو ان سے قطع تعلق کیسے کرو گے؟ کہ اس کے پاس نہیں جاؤ گے، اب قطع رحمی ہو رہی ہے وہ اس کا ذمہ دار ہے آپ نہیں ہے؛ واضح ہے؟

تو اللہ تعالیٰ کی ایسی نافرمانی جس کا بُرا اثر آپ کے گھرانے تک آپ تک بھی پہنچنے والا ہو اس کا خدشہ ہو تو آپ اس رشتے کو جاری نہ رکھیں اگر رشتہ ٹوٹتا ہے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالْيَتٰمٰى﴾: اور یتیموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔

یتیم اُس بچے کو کہتے ہیں بالغ ہونے سے پہلے جس کا باپ وفات پا جائے، یتیم ہوتا ہے معاشرے میں کمزور لوگوں میں سے ایک قسم کے لوگ ہیں انہیں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، مالدار بھی ہو سکتا ہے لازمی نہیں کہ مسکین ہو فقیر ہو، مالدار ہے لیکن یتیم ہے تو شفقت محبت رحمت کا

حقدار ہے؛ معاشرے میں سے تمام مرد اور عورت (یہ احکام صرف مردوں کے لیے نہیں ہیں عورتوں کے لیے بھی ہیں سب کے لیے ہیں)، تو یتیموں کے ساتھ شفقت کرنا اور اُن کے ساتھ احسان کرنا۔

﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾: اور مسکین لوگوں سے بھی آپ نے حسن سلوکی کرنی ہے۔

کیونکہ مسکین بھی معاشرے کے کمزور لوگ ہیں محتاج لوگ ہیں ان کے پاس یا تو کچھ نہیں ہے جنہیں فقراء کہتے ہیں یا کچھ تو ہے لیکن ضروریات زندگی پوری نہیں ہوتیں تو ان سے شفقت کرنی ہے ان کی دیکھ بھال کرنی ہے، مدد جو آپ کر سکتے ہیں آپ کی استطاعت ہے وہ آپ کریں، اگر کوئی پیسہ مال سے اُن کی مدد کر سکتے ہیں وہ کریں، وہ نہیں کر سکتے اچھی بات سے کر سکتے ہیں ان کے ساتھ کوئی چیز مدد کرنے سے کر سکتے ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے احسان کے حقدار ہیں۔

﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى﴾: اور وہ پڑوسی جو آپ کے قریب ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق پر میں بات کروں گا تو لمبی ہو جائے گی لیکن آپ یہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام جب بار بار آتے تھے اور پڑوسیوں کا حکم دیتے یہاں تک میں نے یہ سمجھا کہ وہ وارث بنا دیں گے۔

پڑوسی وارث نہیں ہے لیکن اتنے زیادہ حقوق ہیں پڑوسی کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فرشتے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ بار بار پیغام دے کر بھیجا ہے کہ میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جائیں پیغام پہنچائیں کہ پڑوسیوں کے جو حقوق ہیں وہ بہت اہم ہیں۔

تو پڑوسیوں کے ساتھ آپ نے حسن سلوکی کرنی ہے، آپ نے اُن سے پیار سے محبت سے احترام سے کیونکہ آپ کے گھر کے ساتھ ہیں اگر آپ جھگڑا کریں گے تو روزانہ پھر ظاہر ہے اسی گھر میں آپ نے بھی رہنا ہے اسی گھر میں اس نے بھی رہنا ہے اگر وہ غلطی پر ہے تو آپ نے اچھا کرنا ہے آپ سمجھدار ہیں آپ طالب علم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے آپ کو علم کی روشنی سے نوازا ہے آپ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ نے پہل کرنی ہے اچھے کام کے لیے اقدام کرنا ہے۔

اور آپ نصیحت کریں اگر اُس میں کوئی بُرائی ہے یا اس میں کچھ غلطیاں ہیں تو آپ حق رکھتے ہیں کہ آپ نصیحت کریں لیکن یہ آپ کا پڑوسی جو قریبی ہے اس سے آپ نے حسن سلوکی کرنی ہے۔

﴿وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾: اور وہ پڑوسی جو تھوڑا دور رہتا ہے آپ کے قریب نہیں ہے وہ بھی حسن سلوکی کا حق رکھتا ہے۔

﴿وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ﴾: اور وہ دوست جو آپ کے ساتھی ہیں دوستوں کے بھی ساتھ حسن سلوکی کرنی ہے (سبحان اللہ)۔

دوست جو ہیں یاد رکھیں اچھے دوست یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور احسان ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر اگر اس کے اچھے دوست ہوں۔

اور اچھا دوست دو لفظوں میں کون ہوتا ہے؟ جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے یہ اچھا دوست ہے۔

شکل وصورت سے اچھا نہیں ہے ربّ نے اسے پیدا کیا ہے،اس کا قد آپ کو پسند نہیں ہے شکل پسند نہیں ہے آواز پسند نہیں ہے لیکن ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تمہیں بھی ڈراتا ہے تمہیں اللہ کے قریب کر دیتا ہے ایسا دوست کبھی چھوڑیں نہیں سب سے اچھا دوست ہے یہ معیار ہے اچھے دوست کی یہ پہچان ہے۔

جو دوست آپ کو غلط بھی دیکھے گناہ کرتے ہوئے بھی دیکھے اور چھوڑ دے کوئی نصیحت نہ کرے جبکہ اُس کو پتہ ہے کہ یہ گناہ ہے یہ غلط ہے، دیکھیں نصیحت اچھے انداز میں یہ نہیں کہ مارنا پیٹنا شروع کر دو یہ نہیں! یہ تمہارا حق نہیں ہے دعوت اور تبلیغ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ آپ کسی کو بُرا بھلا کہیں گالی دیں یا آپ نے مار پیٹ کرنی ہے اگرچہ آپ کا دوست یا آپ کا سگا بھائی کیوں نہ ہو،پیار محبت میں آپ نے سمجھانا ہے اور احترام کے دائرے میں رہ کر ادب کے دائرے میں رہ کر آپ نے پیغام کو پہنچانا ہے کیونکہ آپ نہیں پسند کرتے کہ کوئی آپ کو گالی دے کر آپ کی اصلاح کرنا چاہے۔

گالی میں کہاں اصلاح ہوتی ہے گالی سے تو فساد ہوتا ہے نا؟! تو فساد کا راستہ اختیار کر کے اصلاح کبھی نہیں ہوتی اصلاح کے لیے اصلاح کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا اور کوئی چارا نہیں ہے!

تو اس لیے دوستوں کے لیے ایک پیارا پیغام ہے کہ دوستوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک رکھو اور اچھا سلوک وہ ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو نافرمانیوں سے بچتے رہیں۔

ہمارے اکثر بچے جو ہیں اسکولز میں یا ویسے کوئی جو دوست ہوتے ہیں اکثر وقت کہاں گزرتا ہے اُن کا؟ چیٹنگ(Chatting) میں دیکھیں اُن کی آپ ٹیلیفون پر بات کرنے میں دیکھیں اسکول میں دیکھیں تو یا غیبت چغل خوری کسی استاد کی پگڑی اچھالنا ہے، کسی والدین کی غیبت کرنی ہے کسی دوست کی غیبت کرنی ہے یا کوئی نافرمانی جیسا کہ ٹین ایجر(Teenager) ہوتے ہیں اکثر وڈیوز میں الٹی سیدھی چیزیں دیکھتے رہتے ہیں یہ تمام نافرمانیاں ہیں اور یہ دوست اچھے نہیں یاد رکھیں یہ آج آپ کو غلط راستے پر لگا رہے ہیں کل آپ کو وہاں پر پھنسائیں گے جہاں پر آپ سوچ بھی نہیں سکتے!

یہ نہ کہیں کہ بُرائی کتنی چھوٹی ہے یہ دیکھیں کہ چھوٹی برائیاں جب آپس میں مل جاتی ہیں تو کتنی بڑی ہو جاتی ہیں!

تو دوست کی پہچان اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو دوست آپ کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور قریب کر دے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ہمیشہ نصیحت کرتا رہتا ہے اور بُرائی سے روکتا ٹوکتا رہتا ہے تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آپ کا اچھا دوست ہے اور آپ کی بھلائی چاہتا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرنا چاہتا ہے۔

پھر فرمایا:﴿وَابْنِ السَّبِيلِ﴾:اور ایسا مسافر جو اپنے سفر سے منقطع ہو جائے اسے ابن السّبیل کہتے ہیں۔

"سبیل" راستے کو کہتے ہیں اور "ابن" بچے کو کہتے ہیں،یعنی سبیل کا بیٹا۔

کیا مطلب سبیل کا بیٹا؟ راستے کا بیٹا کون ہوتا ہے؟ یعنی مسافر ہے اب وہ اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا پیسے ختم ہو گئے ہیں یا سواری نہیں مل رہی ہے یا کوئی پرابلم ہے جیسے آج کل ائیرپورٹ ہے کہیں پر کوئی کُو ہو گیا ہے ملک میں کوئی مسئلہ ہو گیا ہے بدامنی پھیل گئی ہے، یا جیسا کہ کرونا آیا

تھا کوئی بیماری میں ایئر پورٹ بند ہو گئے ہیں اب یہ شخص ہے تو پیسوں والا لیکن اب یہ اس جگہ پر رہ کر پھنس گیا ہے سفر نہیں کر سکتا تو ایسا شخص بھی معاشرے میں کمزوروں میں سے ہے۔

اور ایسا شخص جو زکوۃ کے مستحقین میں سے بھی ہے پتہ ہے؟ابن سبیل جو ہے یہ زکوۃ کے اُن آٹھ مستحقین میں سے ہے جن کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

تو جو ابن سبیل ہے یہ بھی حق رکھتا ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوکی کی جائے اگر آپ اس کو نہیں دیکھیں گے تو کون دیکھے گا؟! منقطع ہے وہ اجنبی ہے اس شہر کا ہے نہیں لیکن یہاں پر پھنس گیا ہے آپ اس کی مدد کریں اس کی اعانت کریں اور دیکھیں آپ پر یہ فرض ہے۔

فعل اُمر سے بات شروع ہوئی ہے نا: ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾: اور احسان ابھی تک جاری ہے دیکھیں تمام چیزوں میں احسان کرنا ہے اور ابن سبیل سے بھی آپ نے احسان کرنا ہے؛ قاعدہ کیا ہے؟﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:16)۔

﴿وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾: اور جن کو تمہارے داہنے ہاتھ نے یا ملکیت میں لیا ہے (یعنی غلام یا لونڈیاں)۔

آج کل تو نہیں ہیں اُس زمانے میں جب یہ لونڈیاں اور غلام موجود تھے ان کے ساتھ بھی حسن سلوکی کرنی ہے یاد رکھیں، شفقت اور رحمت کے وہ حقدار ہیں آپ کی خدمت کرتے ہیں اور آپ کے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے کہ آپ آزاد ہیں اور وہ غلام ہیں اس لیے ان کے ساتھ بھی حسن سلوکی جو ہے وہ لازم ہے۔

اور دور حاضر میں وہ تو نہیں لیکن خادم ہمارے گھر میں ہوتے ہیں بعض گھرانوں میں خادم ہوتے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوکی کرنی ہے ان کا حق ہے، ان پر شفقت کرنی ہے زیادہ بوجھ نہیں دینا ہے، جیسے کانٹریکٹ (Contract) ہے وہ یا اُس سے کم بے شک ہو، آٹھ گھنٹے کا یا دس گھنٹے کا کام ہے نو گھنٹوں میں کر کے تھک جاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض لوگ ایک ایک منٹ کا حساب لیتے ہیں اور وہ تھک گیا نہیں کر سکتا انسان ہے زیادہ کام آج ہو گیا ہے تو شفقت سے کام لیں کوئی نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بہتر دے گا، بہر حال یہ حق رکھتے ہیں یہ کمزور لوگ ہیں معاشرے میں کہ ان کے ساتھ حسن سلوکی کی جائے اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا اختتام ان پیارے لفظوں میں کیا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝۳۶﴾: بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا اُن لوگوں کو جو مختال اور فخور ہیں۔

"مختال" کہتے ہیں تکبر کرنے والا۔

"فخور" کہتے ہیں خود پسندی کا جو شکار ہو اور فخر کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اگر کوئی شخص مختال ہو متکبر ہو اور خود پسندی کا شکار ہو اور فخر کرنے والا ہو اپنے اوپر تو کیا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر سکے گا؟

﴿وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ﴾: شروع سے دیکھیں آپ﴿وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا﴾: مشکل ہو جائے گی کہ نہیں؟! تکبر کہاں! تکبر مصیبت سب سے بڑی بیماری ہے!

اور سب سے پہلا گناہ جو تاریخ ہے مخلوقات میں وہ کون سا ہے؟ تکبر ہے اور حسد ہے۔

ابلیس نے کیا کیا تھا؟﴿اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ﴾ (البقرۃ:34): انکار کیا اور اُس نے اور تکبر سے کام لے کر ربّ کی نافرمانی کی اور بدترین کافر جو ہے کائنات میں وہ ابلیس ہے۔

تو تکبر (نعوذ باللہ) اس لفظ میں ہر بُرائی سمیٹ کر کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے کہ متکبر شخص ہے یہ دل کا اچھا نہیں ہے، زبان کا اچھا نہیں ہے ،اخلاق کا اچھا نہیں ہے اور اس کا رہن سہنا چھا نہیں ہے،اس شخص کے ساتھ معاملات طے کرتے ہیں بُرا ہے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے، لوگوں کی تحقیر کرتا ہے کسی کا کوئی خیال نہیں ہے، یہ والدین کے ساتھ اچھا نہیں رہ سکتا متکبر ہے، یہ رشتے داروں کے ساتھ بھی ٹھیک نہیں رہ سکتا؛ قطع رحمی میں دیکھیں سب سے زیادہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو متکبر ہوتے ہیں۔ اور پھر تکبر کی وجہ کیا ہے عام طور پر خود پسندی کا شکار ہوتے ہیں نا؟! اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں، خود پسندی اور جو فخر کرتے رہتے ہیں اپنی کسی بھی چیز پر۔

دیکھو تمہاری شکل وصورت تمہاری دی ہوئی نہیں ہے، تمہارا مال ودولت تمہاری کمائی ہے لیکن دیا ربّ نے ہے، تم سے زیادہ محنت کرنے والے ہیں اُن کے پاس تم سے کم ہے یہ نہ سمجھو کہ میں نے زیادہ محنت کی ہے تو میں زیادہ حق رکھتا ہوں، تو یہ خود پسندی ہے اور تکبر ہے۔

آپ یہ کہیں کہ میں نے تھوڑا سا جو کچھ کیا ہے اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر خاص کرم ہے اُس ربّ کا دیا ہوا ہے، یہ عاجزی اور انکساری ہے۔

"نہیں میں ہی کرنے والا ہوں" (أنا ہلاکت ہے)،اس پر پورا ایک درس میں نے دیا تھا کہ جس نے کہا "أنا" (میں ہوں) یہ ہلاکت ہے ہلاک ہو گیا!

کس نے کہا أنا؟ فرعون نے: ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى﴾ (میں تمہارا رب سے بڑا ربّ ہوں) (النازعات:24)۔

اور ابلیس نے بھی کہا: ﴿اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ﴾ (میں اُس سے زیادہ بہتر ہوں تو نے اُسے مٹی سے اور مجھے آگ سے پیدا کیا ہے) (الاعراف:120)۔

قارون نے کیا کہا؟ ﴿اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ عِنۡدِىۡ﴾: (جو مجھے دیا گیا میں اس کا حقدار تھا میں نے محنت کی میری محنت ہے) (القصص:78)۔

میری میری میں کچھ نہیں ہے! قارون کا جو خزانہ تھا وہ بھی کس کا دیا ہوا تھا؟!

دیکھیں اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے دنیا اللہ تعالیٰ کافر کو بھی دیتا ہے مومن کو بھی دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے اُسے بھی دیتا ہے جسے ناپسند کرتا ہے اُسے بھی دیتا ہے لیکن آخرت کس کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے لیے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

اس لیے اگر ان تمام جو فرائض ہیں جن کا ذکر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اگر اس پر عمل کرنا چاہتے ہو آسانی سے تو عاجزی اور انکساری کا راستہ اختیار کرو تکبر کو اپنے دل سے ذرہ برابر بھی ہے تو نکال دو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کبھی اُس میں کوئی خیر باقی نہیں رہتی! اللہ تعالیٰ کی ناراضگی جس میں شامل ہو واللہ! کوئی خیر نہیں!

آپ کے پاس مال ہو سکتا ہے دولت ہو سکتی ہے شان و شہرت جو بھی آپ چاہتے ہیں ہو سکتا ہے لیکن ربّ ناراض رہے گا اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرے گا، نہ تو آپ کے پیسے میں برکت ہو گی نہ آپ کی شان و شہرت میں برکت ہو گی نہ تو آپ کے دل میں وسعت ہو گی نہ تو آپ کی زندگی میں کوئی خیر ہو گی، ظاہراً تو آپ بہت کچھ کمال کے لگتے ہوں گے واللہ! اپنے دل کے اندر یہ لوگ روتے ہیں!

جو متکبر ہوتے ہیں نا دل تنگ ہوتا ہے اور اپنی زندگی سے کئی لوگ تنگ بھی ہوتے ہیں! دل میں تنگی ہوتی ہے ناکشادگی ختم برکت ختم خیر ختم! پیسہ بہت زیادہ ہے بیوی بے وفا، بچے رسپکٹ (Respect) نہیں کرتے احترام نہیں کرتے، دوست واحباب میں سب مفادات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں رسپکٹ (Respect) کرتے ہیں تو مفاد کے لیے؛ جس دن پیسہ نہیں ہو گا تو پھر آپ کوڑے کے برتن میں پڑے ہوں گے آپ کی کوئی اوقات نہیں ہے کوئی حیثیت نہیں ہے اگر ہے تو آپ کا پیسہ ہے یا آپ کی شان و شوکت ہے یہ محبت ہوتی ہے؟!

اور وہ غریب وہ کسان یا وہ مزدور سارا دن مزدوری کرتا ہے حلال کماتا ہے اور پتھر پر سر رکھ کر بھی وہ ریسٹ (Rest) کر لیتا ہے آرام کر لیتا ہے شام کو گھر جاتا ہے پسینے کی بُو سے بھرا ہوتا ہے بچے آکر یوں سینے سے لگاتے ہیں سر پر بوسہ دیتے ہیں ہاتھوں کو چومتے ہیں اُنہیں پرواہ نہیں والد کے جسم کے پسینے کی بدبو سے کیونکہ محبت ہوتی ہے احترام ہوتا ہے خود غرضی نہیں ہے یہ اصل محبت ہوتی ہے کیا متکبرین کے پاس یہ ہے؟! اُن کی اپنی اولاد اُن کو چھوڑ کر جاتی ہے ان کو کوستی ہے گالیاں دیتی ہیں۔

دیکھیں (اِلّا من رحم اللہ) میں متکبر کی بات کر رہا ہوں میں اس شخص کی بات کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے جو حرام کمائی سے کرپشن کر کے بچوں کو پالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر نہیں جھکانا جانتا متکبر ہے پھر دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اسے دکھا دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے بدترین اور عذاب اَلیم اور مھین ہے جیسا کہ آگے آیات میں ان شاءاللہ بیان ہو گا کہ کتنا سخت عذاب اور ذلت آمیز عذاب ہے! (نعوذ باللہ)۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ مزید بیان کریں گے (واللہ اَعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-07: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:35-36) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio